بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ, وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن, أَمَّا بَعْدُ:

103: اہل سنت والجماعت کا موقف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے تعلق سے۔ (ساتواں حصہ)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے صحابہ کرام کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور چند اہم مسائل بیان کیے تھے اور سب سے اہم مسئلہ جو ہے وہ رہ گیا تھا اور غالباً یہ اس باب میں آخری مسئلہ ہے۔

یعنی صحابہ کرام کے تعلق سے جو ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے اس کے تعلق سے یہ سب سے اہم مسئلہ ہے اسے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے آخر میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: "ويمسكون عما شجر بين الصّحابة" (اور خاموشی اختیار کرتے ہیں جو کچھ ہوا صحابہ کرام کے بیچ میں جھگڑے یا نزاع کے تعلق سے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیچ میں سیدنا عمر کی وفات کے بعد (یا سیدنا عمر کے قتل اور شہادت کے بعد) بہت سارے نزاعات اور جھگڑے ہوئے آپس میں اختلافات ہوئے، اور سیدنا عثمان کے قتل اور شہادت کے بعد معاملہ مزید شدت اختیار کر گیا اور یہ نزاع جو ہے قتال کی حد تک چلا گیا۔

اور یہ معاملات معروف ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں اور بلاشک وشبہ یہ معاملات (یعنی جھگڑے کے اور قتال کے جو صحابہ کرام کے بیچ میں تھے) تاویل اور اجتہاد کی بنیاد پر واقع ہوئے اُن میں سب یہی سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سیدہ عائشہ اور سیدنا زبیر بن العوام نے جب سیدنا علی سے قتال کیا (رضی اللہ عنہم أجمعین) وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ باطل پر ہیں اور سیدنا علی حق پر ہیں (یہ نہیں سمجھتے تھے) بلکہ وہ یہی سمجھے تھے کہ وہ حق پر ہیں اور اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ انہوں نے حق کو پایا بھی ہو۔ یعنی جو صحابہ کرام کے بیچ میں جھگڑے ہوئے تو دونوں طرف یہی سمجھتے تھے کہ ہم حق پر ہیں اُن میں سے یہ کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ وہ باطل پر ہے، اگر باطل پر ہوتے تو کیوں جھگڑا کرتے کیوں قتال کرتے علماء تھے مجتہدین تھے!

تو اُن میں سب یہی سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں لیکن قاعدہ کیا ہے؟ قاعدہ یہ ہے کہ جو حق کے لیے لڑتا ہے تو اس کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ حق پر ہی ہو۔

بعض اوقات ایک عالم سے اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے ورنہ اپنے موقف پر جبکہ غلط ہو اس پر ڈٹا رہتا ہے کیونکہ وہ یہی سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے جبکہ اُس سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے (میں عام معاملات کی بات کر رہا ہوں)۔

ایک حاکم ایک مفتی فیصلہ کرتا ہے اُس کا وہ فیصلہ غلط ثابت ہوتا ہے، وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میرا فیصلہ صحیح ہے اُس پر ڈٹا رہتا ہے جبکہ باقی جو قاضی ہیں باقی جو مجتہدین ہیں وہ اُسے کہتے ہیں کہ یہ آپ کی بات غلط ہے؛ تو ایسا ممکن ہے۔

تو یہ سمجھنا کہ فلاں یا میں حق پر ہوں اِس سے بات یہ لازم نہیں آتی کہ اُس نے حق کو بھی پالیا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: لیکن بات یہ ہے کہ اگر اُن سے غلطی ہوئی ہو اُن سے خطاء ہوئی ہو اور ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کا یہ اقدام جو ہے یہ اجتہاد کی بنیاد پر تھا تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب حاکم جو ہے اجتہاد کرتا ہے اور اس کا اجتہاد صحیح ثابت ہوتا ہے تو اسے دُگنا اُجر ملتا ہے، اور اگر وہ اجتہاد کرتا ہے اور اس کا اجتہاد غلط ثابت ہوتا ہے اُس سے خطاء ہو جاتی ہے تو اُسے ایک اُجر ملتا ہے"۔ (یہ معروف متفق علیہ حدیث ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ جو ہیں اگر اُن سے خطاء بھی ہوئی ہے تو مجتہد ہیں اُن کو ایک اُجر ملا ہے ایک اُجر کے مستحق ہیں وہ۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ جو صحابہ کرام کے بیچ میں ہوا ہے ہمارا موقف جو ہے وہ دو حصوں پر ہے یا اُس کے دو حصے ہیں:

(۱) پہلا حصہ یہ ہے کہ فاعل پر حکم کیا ہے؟

(۲) اور دوسرا جو ہے، فاعل سے یا فاعل کے متعلق ہمارا موقف کیا ہے؟

جھگڑا ہوا قتال ہوا جھگڑا کرنے والے کا حکم کیا ہے، اور ہمارا اُس کے ساتھ تعلق کیسا ہونا چاہیے جس نے جھگڑا کیا ہے یا قتال کیا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو پہلی بات ہے کہ فاعل پر حکم جو ہے اس کے متعلق پہلے گزر چکا ہے، ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو کچھ ان کے بیچ میں ہوا ہے وہ اجتہاد کی بنیاد پر تھا اور اگر اجتہاد میں خطاء ہو جائے تو خطاء کرنے والا معذور ہوتا ہے "مغفور له" ہوتا ہے (معذور ہوتا ہے اس کا مؤاخذہ نہیں ہوتا اور وہ مغفرت کا مستحق بھی ہوتا ہے کہ اس کے لیے مغفرت کی جائے کیونکہ مجتہد ہے)۔

اور ہمارا موقف فاعل کے تعلق سے جس سے یہ خطاء ہوئی ہے تو ہمارے اوپر واجب یہ ہے کہ ہم خاموشی اختیار کریں جو کچھ بھی ان کے بیچ میں جھگڑا ہوا۔

ہم کیوں نہیں بات کرتے ان کے تعلق سے؟ کہ ان کے لیے گالی گلوچ اور بُرا بھلا کہنے کا کسی کو موقع ملے یا ہم آپس میں گالی گلوچ پر اُتر آئیں اور ایک دوسرے کے لیے بغض اور نفرت ہمارے بیچ میں پیدا ہو جائے تو اگر ہم ایسا کرتے ہیں یا تو ہم گناہگار ہوتے ہیں یا ہم بچ جاتے ہیں لیکن کبھی بھی ہم اس سے فائدہ اٹھا نہیں سکتے۔

جو بھی صحابہ کرام کے خلاف بات کرتا ہے ان کو بُرا بھلا کہتا ہے، اُن کے بیچ میں جو معاملات طے ہوئے تھے یا واقع ہوئے تھے جو جھگڑے ہوئے تھے اگر ہم اس بحث و مباحثے میں آپس میں پڑتے ہیں تو چاہے کوئی شخص کسی کی سائیڈ لے یا نہ لے جھگڑا تو ہوگا ہمارے بیچ میں بھی، آپس میں کینہ بھی ہوگا بغض اور نفرت بھی پیدا ہوگی، گالی گلوچ بھی ہوگی بدزبانی بدکلامی بھی ہو جائے گی تلخ کلامی بھی ہو جائے گی تو اس کی بنیاد پر جو نتیجہ نکلے گا: "إما آثمون وإما سالمون" (یا تو گناہگار ہوں گے یا پھر بچ جائیں گے) "ولسنا غانمین أبدًا!" (لیکن اس سے فائدہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے اگر کبھی بھی ان معاملات پر ہم بات کرتے ہیں!)۔

اس لیے دیکھیں سکوت کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ ہم بار بار پڑھتے ہیں عقیدے کی کتابوں میں اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول جب ہم بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ پر ایمان کی بات ہوتی ہے جب توحید اور سنت کی بات ہوتی ہے اسی سیاق اور سباق میں جب ہم بات کرتے ہیں صحابہ کرام کے تعلق سے تو جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ آتی ہے سامنے کہ ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں جو کچھ اُن کے بیچ میں ہوا کیونکہ اگر خاموشی نہیں تو پھر آپ کو بات کرنی پڑے گی، اگر آپ بات کرتے ہیں تو آپ کبھی فائدہ حاصل کر ہی نہیں سکتے کیونکہ جس نے بھی بات کی ہے دونوں طرف کے فریقین کی دیکھیں آپ اب کسی کی سائیڈ تو آپ کو لینی پڑے گی، جس کی سائیڈ آپ لیتے ہیں دوسرے کو بُرا کہنا ہی پڑے گا آپ کو!

مجتہد علماء ہیں آپ اِن کو چھوڑیں ایک عام سی کامن سینس (Common sense) کی بات دیکھیں آپ کیونکہ یہ باتیں بعض لوگوں کو سمجھ نہیں آتیں چلیں یوں نہ سمجھیں یوں سمجھ لیں آپ جس گروہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں آپ کے علماء مجتہدین تو ہیں کہ نہیں ہیں؟ کوئی گروہ لے لیں آپ، اہل بدعت کا گروہ لے لیں کوئی گروہ بھی لے لیں سب کے اپنے اپنے علماء ہیں نا، جو آپ کے نزدیک معتبر ترین علماء ہیں ایک دو تین چار دس کچھ تو ہوں گے نا؟ اُن کا آپس میں اختلاف کسی مسئلے میں ہو گیا وہ اختلاف جھگڑے تک چلا گیا اور آپ کو یقین ہے کہ معتبر عالم ہیں ثقات ہیں کیونکہ میرا انتام، میری نسبت ان کی طرف ہوتی ہے نا؟

مجتہدین علماء میں آپس میں جھگڑا ہوا میرا موقف کیا ہوتا ہے؟ دل میں میرا کیا ایمان ہوتا ہے؟ کہ بھئی دنوں صحیح ہیں کیونکہ دونوں علماء دونوں مجتہدین ہیں اِن میں سے ایک حق پر ہے ایک باطل پر ہے یا ایک سے صحیح فیصلے میں سے ایک غلط فیصلہ اگر ہوا بھی ہے

تو مجتہد ہے اس کا عذر اس کے پاس ہے، اور حدیث سامنے رکھ دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جب حاکم کوئی فیصلہ کرتا ہے اس کا فیصلہ صحیح ثابت ہوتا ہے تو دگنا اُجر ملتا ہے اگر غلط ثابت ہوتا ہے تو اس کو ایک اُجر ملتا ہے"؛ مسئلہ حل ہو گیا کہ نہیں؟

لیکن اگر ان میں سے کوئی شخص جو ہے کہے کہ نہیں یہ عالم ٹھیک ہے، دوسرا کہتا ہے نہیں وہ عالم ٹھیک ہے اس کی بات ٹھیک ہے اس کی بات غلط ہے، آپس میں جھگڑا ہو گا کہ نہیں ہو گا؟ ہوتا ہے جھگڑا کہ نہیں ہوتا؟

کیوں نہیں ہوتا آپس میں جھگڑا کرتے کیوں نہیں ہیں؟ کیونکہ یہ موقع آنے نہیں دیتے کہ ان علماء کے خلاف کوئی بات کر سکے پہلے ہی مسئلے کو حل کر دیتے ہیں۔ کیسے حل کرتے ہیں؟ یہ حدیث سامنے رکھ دیتے ہیں۔

سمپل (Simple) سا سوال ہے کہ کیا صحابہ کرام زیادہ حق نہیں رکھتے؟ اگر میرے گروہ کے علماء حق رکھتے ہیں آپ کے گروہ کے علماء یہ حق رکھتے ہیں کہ اگر ان کا آپس میں جھگڑا ہو جائے اور مجتہدین ہیں میں یقیناً جانتا ہو مجتہدین ہیں ان میں سے ایک سے (دونوں سے نہیں) خطاء ہو گئی ہے فیصلہ کرنے میں غلطی ہو گئی ہے اگر وہ معذور ہے تو صحابہ معذور کیوں نہیں ہیں؟! اگر وہ مأجور ہیں تو صحابہ کرام مأجور کیوں نہیں ہیں اُن کو اُجر کیوں نہیں مل سکتا؟! اگر یہاں پر خاموشی اختیار کر سکتے ہیں تو پھر وہاں پر خاموشی اختیار کیوں نہیں کر سکتے کون زیادہ حق رکھتا ہے؟!

یہ پہلے بھی گزر چکا ہے میں بار بار کہتا ہوں اگر امت میں کوئی اولیاء ہیں (اور یقیناً اولیاء ہیں ہمارا ایمان ہے اولیاء موجود ہیں) تو صحابہ کرام اولیاؤں کے سردار ہیں ہمارا یہ ایمان ہے، اگر آپ کے علماء اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں اُن سے خطاء ہو جاتی ہے فیصلے میں خطاء کر دی ہے تب بھی وہ معذور ہیں تو صحابہ جو اولیاؤں کے سردار ہیں وہ معذور کیوں نہیں ہیں؟! اگر یہاں پر میں خاموشی اختیار کرتا ہوں جو اُن کے بیچ میں جھگڑا ہوا جو ان کے معاملات آپس میں خراب ہوئے جو کچھ بھی ہوا، اہل فتنہ نے جو کرنا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا تاریخ کا حصہ بن گیا ہے وہ بدلا نہیں جا سکتا لیکن کیا بدزبانی بدکلامی گالی گلوچ اور ان مسائل کو سرِ عام بیان کرنا کوئی عقلمندی کی بات ہے کوئی حکمت کی بات ہے؟!

اس لیے شیخ صاحب نے بڑی پیاری بات فرمائی ہے، فرماتے ہیں: "ونحن في فعلنا هذا إما آثمون وإما سالمون، ولسنا غانمين أبدًا": کبھی فائدہ ہو ہی نہیں سکتا آپ بات کر کے دیکھیں! جس نے بھی بات کی ہے، یہ گروہ نواصب نکلے ہیں خوارج نکلے ہیں روافض نکلے ہیں سارے فائدہ کیا ہوا بتائیں مجھے سوائے نفرتوں کے بغض کے اور آپس میں جھگڑوں کے بدکلامی اور یہ سارے مسائل؟!

وجہ کیا ہے بنیاد کیا ہے؟! یہی سامنے رکھتے ہیں کہ دیکھیں انہوں نے سیدنا علی پر زیادتی کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں سیدنا علی نے اُن پر زیادتی کی ہے؛ آپس میں جھگڑا ہو گیا!

اب زیادتی جس نے بھی کی ہے جس بھی ہوئی ہے اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی ہے علماء تھے ان کے پاس تو اُن کا عذر ہے ہمارے پاس کیا عذر ہے؟! روز محشر ہم ربّ کریم کو کیا جواب دیں گے کہ میں نے کیوں اپنی زبان کھولی تھی میں نے کیوں ان کی جو برائیاں تھیں سَرعام بیان کی تھیں؟! نقصان ہے کہ نہیں خسارہ ہے کہ نہیں؟! تو خسارے سے بچنے کے لیے کیا بہترین راستہ ہے؟ خاموشی اختیار کرنا۔

دوسری مثال لے لیں: گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے؟ گھر میں اپنی فیملی کے اندر جھگڑے ہوتے ہیں، میاں بیوی کے ہوتے ہیں، والدین کے اولاد کے ساتھ اولاد کے والدین کے ساتھ جھگڑے ہوتے ہیں؛ نہیں ہوتے؟! اگر آپ کے والد اور والدہ کا جھگڑا ہو گیا ہے آپس میں تو آپ سَرعام بیان کرتے ہیں یا خاموشی اختیار کرتے ہیں؟ کیوں خاموشی اختیار کرتے ہیں سَرعام بات کیوں نہیں کرتے؟! بے حرمتی ہوتی بد تمیزی ہوتی ہے بے قدری ہوتی ہے، پھر بد زبانی ہو گی بد کلامی ہو گی لوگ بُرا بھلا کہیں گے گالی گلوچ ہو گی کیا میں برداشت کروں گا یہ اپنے والدین کے لیے چاہے ان میں سے کسی ایک کی غلطی ہو یا نہ ہو یا دونوں کی غلطی ہی کیوں نہ ہو؟! جذبات میں انسان کچھ بھی کہہ دیتا ہے، نہیں؟!

کیا صحابہ اور اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن زیادہ حق نہیں رکھتے کہ خاموشی اختیار کی جائے جو ان کے بیچ میں ہوا؟! (سبحان اللہ)۔

اب دیکھیں یہ تو ایک بنیادی بات تھی ایک مقدمے کے طور پر چند جملے تھے صحابہ کرام کے تعلق سے جو اُن کے بیچ میں آپس میں جھگڑا ہوا؛ کیا کرنا ہے؟ خاموشی اختیار کرنی ہے؟ کیوں کرنی ہے میں نے بتا دیا ہے قرآن اور سنت کی روشنی میں پہلے بھی گزر چکا ہے، اور ایک حدیث آپ یاد کریں لیں سلسلۃ الصحیحۃ میں ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا“: واضح لفظ ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو پھر خاموشی اختیار کرنا۔

اگر ان کے خلاف کوئی بات ہو اور ان کے خلاف کوئی شخص کوئی بات کرتا ہے تو پھر خاموشی اختیار کرنی ہے معروف حدیث ہے، اس لیے اکثر عقیدے کی کتابوں میں آپ کو جملہ نظر آئے گا "اور خاموشی اختیار کرتے ہیں سکوت اختیار کرتے ہیں جو کچھ صحابہ کرام کے بیچ میں ہوا"۔

اور یہاں پر شیخ الاسلام نے یہی جملہ بیان کیا ہے: "ويمسكون عما شجر بين الصّحابة": "فَأَمْسِكُوا" کے لفظ سے حدیث کے لفظ سے یہ جملہ لیا گیا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ): "ويقولون": میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ "يقولون" سے مراد ہمارا ایمان ہے، ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے دل میں ہمارا ایمان ہوتا ہے؛ عقیدے کی کتاب اگر پڑھیں نا" ويقولون، ونقول" سے کیا مراد ہے؟ ہمارا عقیدہ ہمارا ایمان ہے کیونکہ زبان کا کلام بھی ایمان کا حصہ ہے تو جو دل میں ہمارا ایمان ہے اس کو ہم بیان اپنی زبان سے کر رہے ہیں۔

"ويقولون: إن هذه الآثار المروية في مساويهم؛ منها ما هو كذب، ومنها ما قد زيد فيه ونقص وغير عن وجهه الصريح": اب پیاری باتیں آرہی ہیں اب دیکھیں صحابہ کرام کا دفاع کیسے کیا جاتا ہے اور دفاع کا حق کیسے ادا کیا جاتا ہے۔

میں نے واجب دیا تھا پچھلے درس میں مجھے یاد ہے کیونکہ یہاں پر کچھ خلاصہ ہے کچھ نئی چیزیں آپ کو ملیں گی بے شک وہ بھی ایڈ کر لینا واجب میں آپ کے پاس ایک علمی مادہ تیار ہو جائے گا کہ جہاں پر جس جگہ پر بھی جس وقت بھی کوئی بھی صحابہ کرام کے خلاف یا آل بیت کے خلاف (کیونکہ ہمیشہ میں کہتا ہوں کہ جب صحابہ کا لفظ آجائے تو آل بیت ان میں شامل ہیں ہمیں ضرورت نہیں ہے بار بار کہیں کہ صحابہ اور آل بیت، جب صحابہ کہہ دیا تو آل بیت اس میں شامل ہیں اِلَّا یہ کہ جب مزید تفصیل کی بات کرتے ہیں تو پھر دونوں کی باتیں ہم کرتے ہیں لیکن جب صحابہ کا مطلقاً بیان کیا جائے تو ہمارا ایمان ہے ہمارا عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا یہ موقف ہے کہ صحابہ کے لفظ کے اندر ہی آل بیت شامل ہیں تو صحابہ کرام کے تعلق سے آپ کے پاس ایک علمی مادہ تیار ہو جائے گا کہ صحابہ کرام کا دفاع کیسے کیا جاتا ہے) لوگ بُرا بھلا کہتے ہیں ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں اور دفاع کرنا جانتے ہیں یہ کم سے کم صحابہ کرام کا حق ہے ہمارے اوپر۔

یہ جو آثار ہیں جو صحابہ کرام کے تعلق سے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں (یہی آثار ہوتے ہیں نا یا ہسٹری کی کتابوں میں موجود ہیں کچھ حدیث کی کتابوں میں ہیں، کچھ تاریخی کتابوں میں ہیں، کچھ سیرت کی کتابوں میں ہیں یہ موجود ہیں) جن میں اُن کی کی بُرائیوں کا ذکر ہے ان آثار کے متعلق ہمارا موقف کیا ہے؟

ہم خاموشی اختیار تو کرتے ہیں دفاع بھی کرنا چاہتے ہیں تو کئی احادیث کی کتابوں میں آیا ہے سیرت کی کتابوں میں آیا ہے اور کئی غلطیاں سامنے آئی ہیں صحابہ کی ان کے بارے میں کیا کہیں گے؟ بلکہ قران مجید میں بھی ہے کہ تم دنیا کو پریفر (Prefer) کرتے تھے دنیا کو ترجیح دیا کرتے تھے صحابہ کرام تو دنیا کے پیچھے تھے؟!

اور کچھ جو اعراب کے بارے میں آیتیں ہیں وہ بھی صحابہ کرام پر بعض لوگ چسپاں کرتے ہیں!

الغرض، یہ جو آثار ہیں صحابہ کرام کے تعلق سے جو مروی ہیں اور روایت کیے گئے ہیں جن میں اُن کی بُرائی کا ذکر ہے "منہا"؛ اب دیکھیں ترتیب دیکھیں بڑی پیاری ترتیب ہے آپ فنگر ٹپس (Fingertips) پر یاد کر سکتے ہیں: "منہا ما ھو کذب" (اُن میں سے کچھ ہیں جو جھوٹ ہیں ثابت ہی نہیں ہیں)۔

موضوع ہو گی، سند ضعیف ہو گی یا حدیث کے جو اصولوں پر اور قواعد پر تولیں گے تو اس کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے، "کذب" جھوٹ باندھا گیا ہے۔

اہل فتنہ اگر تلوار اٹھا سکتے ہیں تو جھوٹ کیوں نہیں باندھ سکتے اہل باطل نے تلوار اٹھائی ہے نا؟! جھگڑا صحابہ کرام کے بیچ میں عبد اللہ بن سبا یہودی اور اس کے ہم نوالوں ہم پیالوں نے کیا نا؟! جب وہ تلوار اٹھا سکتے ہیں تو پھر بدزبانی بدکلامی نہیں کر سکتے جھوٹ نہیں باندھ سکتے وہ اس میں کوئی سوچنے کی بات ہے؟! (سبحان اللہ)۔

تو ان میں سے یا تو جھوٹ ہے؛ "ومنہا" (کچھ ایسا ہے جس کی اصل تو موجود ہے) "ما قد زید فیه ونقص وغیر عن وجهه الصریح" (یا تو ان میں زیادتی کی گئی ہے، یا کمی بیشی کی گئی ہے، یا اس کی اصل حقیقت صریح سے اسے بدل دیا گیا ہے (بات اتنی سی تھی اسے اتنا لمبا کر دیا ہے، یا کچھ حق تھا اس میں کچھ کم کر دیا ہے اور مکمل باتیں نہیں بیان کیں))۔

جب آپ کسی چیز کو سیاق وسباق سے ہٹا کر بات کرتے ہیں اور اس میں کمی بیشی پیدا کر دیتے ہیں تو حقیقت وہی نہیں رہے گی نا وہ تو بدل جائے گی نا! اور دوسری بات یہ ہے۔

شیخ عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ جو آثار مروی ہیں صحابہ کرام کے تعلق سے انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1- پہلا "کذب محض" جو جھوٹ ہے کہ جو اُن میں کبھی ہوا ہی نہیں ہے، اور یہ بہت ساری ایسی روایات موجود ہیں جو نواصب آل بیت کے لیے بیان کرتے ہیں اور روافض جو ہیں آل بیت کے علاوہ دیگر صحابہ کے لیے بیان کرتے ہیں؛ دونوں فریقین جو ہیں جو جھوٹی روایات ہیں من گھڑت روایات کو پیش کرتے ہیں تاکہ اپنا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے جو وہ چاہتے ہیں اسے پورا کر دیں۔

2- اور کچھ ایسے ہیں جن کا اصل تو ہے (دوسری جو ہے) لیکن اس میں زیادتی کمی یا اس میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔

"وهذان القسمان كلاهما يجب رده": اور یہ دونوں قسموں کا ردّ کرنا واجب ہے۔

ان کی تردید کرنا ہے نا کہ ایک تو جھوٹ ہے دوسرا بھی جب سچ کو جھوٹ کے ساتھ ملا دیا جائے تو نتیجہ سچ نکلتا ہے کیا؟! وہ بھی جھوٹ ہی ہوتا ہے وہ بھی غلط ہی ہوتا ہے! تو اس لیے دونوں کا ردّ کرنا واجب ہے۔

3-"القسم الثالث: ما هو صحيح" (کچھ صحیح بھی اُن سے ثابت ہوا ہے) "فماذا نقول فيه؟" (اس کے بارے میں ہم کیا کہتے ہیں؟!)۔

اب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی پیاری ترتیب دیکھیں فرماتے ہیں: "والصحيح منه": اب شیخ الاسلام کا جملہ ہے یہ عقیدہ الواسطیۃ میں: "والصحيح منه هم فيه معذورون" (جو اُن سے صحیح ثابت ہے جو اُن کی غلطی اُن سے صحیح ثابت ہوئی ہے) "هم فيه معذورون" (تو اُن کے پاس اس غلطی کا عذر موجود ہے)؛ کیوں؟ "إما مجتهدون مصيبون، وإما مجتهدون مخطئون" (یا تو مجتہد مصیب ہیں صحیح اجتہاد اور صحیح فیصلہ کیا ہے یعنی دگنے اُجر کے مستحق ہیں) "وإما مجتهدون مخطئون" (یا ایسے مجتہد ہیں جن سے خطاء ہو گئی ہے یعنی ایک اُجر کے مستحق ہیں)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجتہد جب وہ ثواب کو پالے حق کو پالے تو اسے دگنا اُجر ملتا ہے اور اگر اس سے خطاء ہو جائے تو اسے ایک اُجر ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إِذَا حَكَمَ الحَاكِمُ فاجتَهَدَ ثمَّ أصاب فله أجرانِ وإذا حكَم فاجتَهَد ثمَّ أخطأ فله أجرٌ": ابھی جو حدیث میں نے بیان کی ہے متفق علیہ حدیث۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جو کچھ سیدنا معاویہ اور سیدنا علی کے بیچ میں ہوا یہ ان کے اجتہاد اور تاویل کی بنیاد پر ہوا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ سیدنا علی "أقرب إلى الصواب فيه من معاوية" (سیدنا علی جو ہیں وہ حق کے زیادہ قریب ہیں سیدنا معاویہ سے) "بل قد نكاد نجزم بصوابه" (بلکہ ہم جزم کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حق پر تھے) "إلّا أن معاوية كان مجتهدًا" (لیکن سیدنا معاویہ بھی مجتہد تھے اختلاف ہوا اُن کے بیچ میں اور جھگڑا ہوا اور قتال ہوا)۔

یعنی شیخ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ دونوں مجتہد ہیں ایک مجتہد سے خطاء ہوئی ایک مجتہد نے حق کو پالیا ہے صواب کو پالیا ہے تو دونوں کیا گناہ گار ہیں کیا؟ جنہوں نے حق کو پایا ہے دگنا اُجر ملے گا نہیں، جن سے خطاء ہوئی اُن کو ایک اُجر تو ملے گا نا اصل بات یہ ہے۔

اس کی دلیل کیا ہے کہ سیدنا علی أقرب إلى الصواب تھے، شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وَيحَ عَمَّارٍ! تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ" (متفق علیہ حدیث ہے کہ ہائے خرابی ہو عمار کی! (یہ محاورتاً کہا جاتا ہے جملہ عربی میں) اسے وہ گروہ قتل کرے گا جو بغاوت پر اُترے گا)۔

"الفِئَةُ البَاغِيَةُ": باغی گروہ جو ہے باغی گروہ جو ہے یعنی جس گروہ سے خطاء ہو گی جو گروہ غلطی پر ہو گ؛ اور جنہوں نے سیدنا عمار کا قتل کیا ہے وہ سیدنا معاویہ کے ساتھ تھے تو اس سے ہم یہ جان لیتے ہیں کہ فئۃ الباغیۃ جو ہیں امام کی اطاعت سے باغی تھے لیکن انہوں نے تاویل کیا ہے یعنی مجتہد تھے اور جو صواب ہے حق ہے سیدنا علی کے ساتھ ہے: "إما قطعًا وإما ظنًّا" (یا قطعی طور پر یا جو ظن راجح ہے اس بنیاد پر)۔

اور دوسرا علماء کا جو قول ہے اور یہ قول بھی موجود ہے علماء کا میں وضاحت کر دوں یہاں پر کہ یہ حدیث جو ہے کہ عمار کو فئۃ الباغیۃ قتل کرے گی (جو باغی گروہ ہو گا وہ قتل کرے گا) وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ گروہ ہے جس نے جھگڑا کروایا صحابہ کرام کے بیچ میں (اہل فتنہ جو ہیں)۔

کیونکہ دیکھیں گروہ تین تھے دو نہیں تھے ہمیں تاریخ میں دو نظر آتے ہیں، سیدنا عثمان کے قاتل کہاں گئے؟! وہ اُڑ تو نہیں گئے آسمان میں یا زمین تو نہیں نگل گئی نا وہ تو اِن دونوں کے بیچ میں تھے نا کہیں پر! اکثر سیدنا علی کے لشکر میں شامل ہو گئے اور کچھ سیدنا معاویہ کی جب جنگ صفین ہوئی تو اُدھر بھی چلے گئے کیونکہ معروف نہیں تھے اہل فتنہ تو بہت ساری تعداد میں تھے۔

تو بعض علماء نے اس حدیث کی یہ توجیح دی ہے یہ قول بھی موجود ہے علماء کا کہ اس حدیث سے مراد "کہ سیدنا عمار کو فئۃ الباغیۃ قتل کرے گی" یہ وہ گروہ ہے جو اہل فتنہ ہے نا کہ سیدنا معاویہ ہیں۔

یعنی اہل سنت والجماعت کے علماء کے اس میں دو اقوال ہیں، ایک سیدنا معاویہ کے گروہ والا بھی ہے اور دوسرا اہل فتنہ والا بھی ہے؛ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ یہاں پر یہ فرما رہے ہیں کہ اہل فتنہ والے نہیں بلکہ سیدنا معاویہ کے گروہ والے ہیں اور اکثر علماء کا یہی موقف ہے۔

اور سیدنا عمار قتل ہوئے اسی جنگ جنگِ صفین میں اس میں کوئی شک نہیں ہے تو حدیث جو ہے اس میں یہ ہے کہ جو قتل کرے گا وہ حق پر نہیں ہو گا تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ حق پر نہیں تھے اس بنیاد پر لیکن کیا گناہگار تھے؟! کیا اُن کو بُرا بھلا کہا جائے گا اس بنیاد پر؟! ہر گز نہیں! کیوں؟ عقیدہ کیا ہے ہمارا؟ سکوت اختیار کرتے ہیں۔

بھئی کیوں کرتے ہیں ایک باغی گروہ ہے پھر سکوت اختیار کرتے ہیں؟! کیونکہ اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کیا حکم دیا ہے کہ جب صحابہ کرام کا ذکر ہو ایسے معاملات میں فتنے کے معاملات میں جھگڑے کے معاملات میں تو کیا کرنا ہے؟ خاموشی اختیار کرنی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں فائدہ کیا ہو گا نقصان ہی نقصان ہے نا؟

تیسری بات کہ مجتہدین ہیں، سیدنا معاویہ مجتہد ہیں اُن کے ساتھ جو صحابہ تھے وہ بھی مجتہد تھے اور اگر مجتہد سے غلطی ہو جائے فیصلہ کرنے میں تو اسے ایک اُجر ملے گا کہ نہیں؟ ایک اُجر کا مستحق ہے کہ نہیں؟ جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں میں نے ابھی بیان کیا ہے تو اس بنیاد پر خاموشی اختیار کرنی ہے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ایک چوتھی قسم بھی ہے جو کچھ صحابہ کرام کے بیچ میں ہوا۔

اب چوتھی قسم کہاں سے آگئی ہے؟ صحابہ کرام کے تعلق سے جو روایات موجود ہیں حدیث کی کتابوں میں تاریخ کی کتابوں میں اور سیرت کی کتابوں میں وغیرہ یہ روایات یا تو جھوٹ ہیں، یا سچ ہیں لیکن اُن میں زیادتی اور کمی بیشی کی گئی ہے، یا اُنہیں تبدیل کیا گیا ہے (فیبریکیٹ (Fabricate) کیا گیا ہے)، دونوں کو ردّ کرنا واجب ہے۔

تیسرا صحیح ہے صحیح واقع اُن سے ہوا ہے جیسا کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کے بیچ میں ہوا ابھی یہ بیان کیا ہے یہ تیسری قسم ہے اور اس میں ہمارا موقف کیا ہے؟ کہ دونوں مجتہدین ہیں جو حق پر ہے دُگنا اُجر ملا ہے دُگنے اُجر کا مستحق ہے، جس سے خطاء ہوئی وہ ایک اُجر کا مستحق ہے۔

اب چوتھی قسم سنیں ذرا شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: چوتھی قسم بھی موجود ہے صحابہ کرام سے جو ایسی غلطیاں ہوئی ہیں جو اجتہاد کی بنیاد پر نہیں ہوئیں اور نہ ہی تاویل پر (اُن سے خطاء واقع ہوئی ہے)۔

اجتہاد والی تو بات ہو گئی نا تیسری کہ معذور ہیں ماُجور ہیں اب جو اجتہاد کے بغیر ہوئیں اُن کے بارے ہمارا کیا موقف ہے؟

یعنی سیدنا حسان بن ثابت اور سیدنا مسطح کی مثال دیتا ہوں کہ قصۃ الافک میں جب سیدہ عائشہ پر تہمت لگا دی گئی (نعوذ باللہ) بد کاری کی یہ بھی شامل تھے (سبحان اللہ)!

سیدنا مسطح بدری صحابی ہیں (صحابی ہیں!) پھر واقعہ ہوا کہ نہ ہوا؟ اب اجتہاد کی گنجائش ہے اس میں؟ اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے خطاء ہے ثابت ہوئی واقع ہوئی۔ اس کے بارے میں ہمارا کیا موقف ہے؟ اس کے بارے میں کیونکہ میں نے نام لیا ہے تو اب

اس کا جواب پہلے دے دوں پھر آگے چلتے ہیں؛اِن پر حد قائم کی گئی تھی حد القذف جو ہے اور جس پر حد قائم کی جائے اس کا گناہ باقی رہتا ہے؟ حد کے بعد ختم،گناہ ختم۔

اب دیکھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"وهم مع ذلك لا يعتقدون أن كل واحد من الصّحابة معصوم عن كبائر الإثم وصغائره":اب اگلا مسئلہ آگیا ہے یہ چوتھا جو ہے چوتھا کیا ہے؟(اس کے باوجود بھی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام میں سے(اب فرد کی بات ہو رہی ہے)سب جو ہیں معصوم عن کبائر نہیں ہیں اور نہ ہی عن صغائر ہیں)۔

کبیرہ صغیرہ گناہ سے معصوم نہیں ہیں اُن سے کبیرہ گناہ بھی ہوئے ہیں میں نے مثال دی ہے قذف کی کبیرہ گناہ ہے،اور صغیرہ گناہ بھی اُن سے ہوئے ہیں۔

صغیرہ گناہوں کا کفارہ تو ہو جاتا ہے نماز سے روزے سے نیک اعمال سے،اب بات ہے کبیرہ گناہ کی اس کے تعلق سے ہمارے پاس کیا جواب ہے ہم کیسے دفاع کریں گے،اب کبیرہ گناہ ہو گیا ہے اس کے بارے میں ہمارے پاس کیا دفاع کرنے کا طریقہ اور ٹولز (Tools) ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جو شیخ الاسلام نے بات کی ہے(رحمہ اللہ نے)کہ ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ صحابہ کرام جو ہیں وہ معصوم عن کبائر اور عن صغائر ہیں(یعنی اُن سے کبیرہ گناہ اور صغیرہ گناہ سَرزرد ہو جاتے ہیں)اور اس کی دلیل جو ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"كلُّ بني آدم خَطَّاءٌ، وخيرُ الخَطَّائينَ التوابون"((اسے احمد نے روایت کیا ہے،ترمذی نے،اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے)کہ آدم کی اولاد ساری خطاء کار ہے اور سب سے بہترین خطاء کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں)۔

معروف حدیث ہے اِس میں صحابہ بھی شامل ہیں کہ نہیں؟ صحابہ بھی شامل ہیں۔انبیاء شامل ہیں؟ نہیں ہیں۔کیوں؟انبیاء بھی آدم کی اولاد میں سے ہیں نا؟ کیونکہ وہ معصوم ہیں اُن کی عصمت کے الگ سے دلائل موجود ہیں قرآن اور سنت میں،وحی نازل ہوتی ہے اور وحی سے عصمت اُن کو حاصل ہو گئی ہے۔

اب صحابہ کرام فردی طور پر معصوم نہیں ہیں لیکن ان کا اجماع معصوم ہے یاد رکھیں، صحابہ کرام کا اجماع کسی بات پر ہو گیا وہ معصوم ہے کیونکہ اجماع دین کا مأخذ ہے (Source ہے)،اس سے:(۱) قرآن ہے۔(۲)سنت ہے صحیح حدیث ہے۔(۳) تیسرے نمبر پر اجماع ہے۔

تو اجماع صحابہ کا جو ہے معصوم ہے ممکن نہیں ہے کبھی بھی کہ صحابہ جو ہیں کسی بُرائی پر یا کبیرہ گناہ پر جو ہے جمع ہو جائیں یا اسے حلال سمجھیں یا اسے حلال سمجھ کر کریں، لیکن ان کا جو فرد ہے اس سے کبیرہ گناہ ہو سکتا ہے جیسا کہ سیدنا مسطح سے، سیدنا حسان بن ثابت سے اور سیدہ حمنہ بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہوا ہے قصۃ الافک میں۔

اور قصۃ الافک مشہور ہے متفق علیہ حدیث میں یہ قصہ موجود ہے کہ سیدہ عائشہ پر تہمت لگا دی گئی بدکاری کی (معروف قصہ ہے) اور جو منافقین تھے، انہوں نے یہ شوشا چھوڑا تھا اور اُن کی طرف سے سب سے پہلے یہ فتنہ شروع ہوا لیکن بعض صحابہ بھی یہ تین جو نام ہیں صحابہ کے دو مرد اور ایک عورت جو ہے یہ شامل ہو گئے تھے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے (سبحان اللہ) دیکھیں سورۃ النور کی آیات میں یہ قصہ موجود ہے اور اتنے پیارے سیاق اور سباق سے اللہ تعالیٰ نے اس قصے کو بیان کیا ہے کہ واللہ آپ حیران ہو جائیں گے! جو پہلی آیات ہیں نا پہلی غالباً 26 یا 30 آیات جو ہیں شروع سے لے کر پڑھ لیں آپ یعنی یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برأت کا ثبوت قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اگر حدیث ہوتی تو کہتے نا کہ ضعیف بھی ہو سکتی ہے من گھڑت بھی ہو سکتی ہے فلاں بھی ہو سکتی ہے فلاں بھی ہو سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا پاک کلام تا قیامت تلاوت ہوتا رہے گا اور برأت کا ثبوت تا قیامت ملتا رہے گا۔

اور اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لیے شَر نہیں اس میں خیر ہے۔

اب خیر اس میں کیا ہو سکتا ہے اگر ہماری ماں پر کوئی بدکاری کی تہمت لگا دے اس میں ہمارے لیے کیا خیر ہے؟! لیکن (سبحان اللہ) اس کے ساتھ جو خیر مترتب تھا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے!

الغرض، واجب نوٹ کر لیں واجب سورۃ النور میں یہ سیدہ عائشہ کی برأت کا قصہ جو ہے اس پر آپ نے دیکھنا ہے اور اس میں سے صرف زیادہ نہیں 8 سے یا 7 سے 10 کے بیچ میں جو اہم پیغام ہیں وہ آپ نے نکالنے ہیں؛ پیغام بتا دوں سو (100) سے زیادہ ہیں آپ دَس (10) بتا دیں کافی ہے، علماء نے جو اِن آیات سے اور احادیث سے پیغام اُخذ کیے ہیں وہ سو (100) سے زیادہ ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جو اِن تین صحابہ سے ہوا ان کو پاکیزگی مل گئی اُن پر حد قائم کرنے سے (اس گناہ سے وہ پاک ہو گئے)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بل يجوز عليهم الذنوب في الجملة'' (بلکہ گناہ اُن کے لیے جائز ہے ''في الجملة'' عمومی طور پر صحابہ کرام سے گناہ ممکن ہے)۔

یعنی جیسا کہ باقی بشر اور لوگوں سے گناہ ہوتے ہیں صحابہ کرام بھی بشر ہی ہیں معصوم نہیں ہیں ان سے بھی گناہ ہو سکتے ہیں۔

لیکن ایک امتیاز حاصل کر چکے ہیں باقی لوگوں سے وہ کیا ہے اب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ولهم من السوابق والفضائل ما يوجب مغفرة ما يصدر منهم إن صدر''(اور ان کے جو سوابق اور فضائل ہیں جو انہوں نے خدمت کی ہے دین اسلام کی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور اعانت کی ہے اور اس دین کی خدمت کی ہے جو اُن کی فضیلتیں موجود ہیں یہ فضیلتیں اِن کے جو گناہ ہوئے ہیں اُن سے اُن کی مغفرت کے لیے کافی ہیں اگر ان سے کوئی گناہ ہوا ہے تو)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اُن اسباب میں سے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے چھوٹے اور بڑے گناہ جو نیکیاں انسان کرتا ہے، اور صحابہ کے جو سوابق اور فضائل ہیں کوئی بھی ان کی طرح ان فضائل میں پہنچ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت، جہاد اپنے مال اور جان سے، اپنی گردنیں پیش کر دیں کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے، یہ ساری چیزیں جو ہیں اُن سے اگر کوئی گناہ ہوا ہے تو اس گناہ کی مغفرت کے لیے تلافی کے لیے کافی ہیں اگرچہ سب سے عظیم اور کبیرہ ہی گناہ کیوں نہ ہو بشرطیکہ کفر کی حد تک نہ پہنچے۔

پھر مثال دیتے ہیں سیدنا حاطب کی مثال دیکھ لیں، سیدنا حاطب بن أبي بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر (متفق علیہ حدیث میں موجود ہے یہ قصہ، سورۃ الممتحنہ کی جو ابتدائی آیات ہیں ان میں یہ قصہ موجود ہے) ایک خفیہ خط لکھا قریش کے لیے جس میں اُس خط میں لکھا "کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں"؛ جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اُمر کو مخفی رکھا راز میں رکھا کہ حملہ اچانک کرنا ہے فتح مکہ کے لیے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے خبر ملی کہ اس طریقے سے سیدنا حاطب نے کیا ہے۔

اور معروف قصہ ہے سیدنا عمر کو غصہ آیا اور یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کا سَر قلم کر دوں، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معروف حدیث ہے یہ بھی متفق علیہ حدیث میں کہ ''إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ؟''(یہ بدری صحابی ہے اور آپ کیا جانیں عمر کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر میں مطلع ہوئے ہیں)، اور فرمایا ''اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ''(جو کچھ بھی کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے (سبحان اللہ))۔

یعنی جنگ بدر میں شامل ہونا ہی اُن کے لیے بہت بڑا اعزاز اور بہت بڑا نیک عمل ہے جس سے ان کے گناہ اگر بعد میں کچھ ہوتے ہیں تو ان کے کفارے کے لیے جنگ بدر ہی کافی تھی کیونکہ جنگ بدر بہت بڑی آزمائش تھی! کہاں پر بغیر تیاری کے تین سو

تیرہ (313) یا تین سو چودہ (314) کی تعداد اور کہاں پر ہزار (1000) پوری مکمل تیاری کے ساتھ آئے تھے اور قتل کرنے کی نیت سے آئے تھے! اُن کی یہی نیت تھی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ) اور صحابہ کو قتل کرنا تھا اور بڑی بے دردی سے قتل کرنا تھا تاکہ پورا عرب جو ہے یہ چرچہ دیکھے اور اُن کو خبر ملے کہ ہم جب بدلہ لیتے ہیں انتقام لیتے ہیں تو کیسا لیتے ہیں! (سبحان اللہ)۔

الغرض؛ تو صحابہ پیچھے نہیں ہٹے اور اپنی گردنیں کلمۂ توحید کے لیے اور دین اسلام کے لیے پیش کر دیں اور جو اللہ تعالیٰ کی مدد آئی اور فرشتے اللہ تعالیٰ نے نازل کیے اس جنگ میں معروف جنگ بدر کا قصہ جو ہے، اور کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے انداز سے عظیم کامیابی سے نوازا!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ): "حتَّى إنه يغفر لهم من السيئات ما لا يغفر لمن بعدهم" (یہ بات بھی ہے کہ اُن کے جو گناہ ہیں بخش دیئے جائیں گے جبکہ جو اُن کے بعد میں آنے والے ہوں گے ان بنیادوں پر ان کے گناہ نہیں بخشے جائیں گے)؛ کیوں؟ "لأنَّ لهم من الحسنات التي تمحوا السيئات ما ليس لمن بعدهم" (کیونکہ اُن کے جو حسنات ہیں جو نیکیاں ہیں جن سے اُن کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا یہ نیکیاں اُن لوگوں میں نہیں پائی جاسکتیں جو بعد میں آئے ہیں)۔

تابعین کو دیکھیں اتباع التابعین کو دیکھیں بہترین زمانے کے لوگ ہیں کیا جس طریقے سے صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو کر جہاد کیا اور دین کی خدمت کی مدد واعانت کی بعد میں آنے والے کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے!

اس لیے جو سوابق اور فضائل وہ لے چکے اور فائز ہو چکے ہیں بعد میں آنے والے لوگ جو ہیں وہ ان سے محروم ہیں وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے! جب فضیلت میں نہیں پہنچ سکتے یا مدد واعانت میں اور ان کی جو قربانیاں ہیں جو ان کا جہاد ہے، جو ان کی جو مدد و اعانت ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور دین اسلام کے لیے اور توحید اور سنت کے لیے تو ان کے گناہ بھی سے اسی طریقے سے بخش دیئے جائیں گے۔

اور اس کی دلیل میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وقد ثبت بقول رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم" (اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہے) "أنهُم خيرُ القُرُونِ" (سب سے بہترین زمانے والے ہیں) "وَأَنَّ الْمُدَّ مِنْ أَحَدِهِمْ إِذَا تَصَدَّقَ بِهِ، كَانَ أَفْضَلَ مِنْ جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَبًا مِمَّنْ بَعْدَهُمْ" (اور اگر اُن میں سے ایک صحابی جو ہے ایک مُد جو ہے اللہ

کے راستے میں خرچ کرتا ہے وہ دوسروں کے لیے اُحد پہاڑ کے برابر بھی اگر وہ سونا خرچ کرتا ہے تو صحابہ کرام کا ایک مُد جو ہے (مُد کسے کہتے ہیں؟ دو ہتھیلیوں کا ایک مُد ہے، اور یہ نصف ہے ایک ہتھیلی؛ ایک مُد اگر صحابی جو ہے گندم میں سے یا اناج میں سے کوئی چیز اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اور بعد میں آنے والے صحابہ کے بعد اگر اُحد کا پہاڑ خرچ کرتا ہے اللہ کے راستے میں) وہ اس سے افضل ہے جو بعد میں آنے والے لوگ جو ہیں وہ اُحد کے پہاڑ جتنا سونا اللہ کے راستے میں خرچ کریں گے)۔ کتنی عظیم فضیلت ہے!

اب کتنے گناہوں کا کفارہ ہوگا اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور وہ اُحد کے پہاڑ جتنا سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتا ہے اُحد کا پہاڑ دیکھا ہے کیا اس کے گناہوں کی بخشش کے لیے کافی نہیں ہے؟! اور صحابہ کرام نے جو قربانیاں دی ہیں ان کو بخشنے کے لیے کافی نہیں ہے کیا؟!

اگر ایک مُد اللہ کے راستے میں جنہوں نے دیا ہے یا اُس کا آدھا بھی دیا ہے تو یقیناً آدھا مُد بھی اُحد کے پہاڑ سے زیادہ ہے کہ نہیں؟! (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور شیخ الاسلام کا یہ کہنا کہ "خَيْرُ الْقُرُونِ" ہیں یہ اس حدیث میں موجود ہے متفق علیہ حدیث میں: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي" والی حدیث میں (معروف حدیث ہے) کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر بعد میں آنے والا زمانہ اور پھر اس کے بعد میں آنے والا زمانہ۔

(یہ تین بہترین زمانے بیان کیے ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اور صحابہ کرام کا زمانہ۔ (۲) پھر تابعین کا۔ (۳) اور پھر اتباع التابعین کا زمانہ)۔

اور دوسری بات جو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی یہ بھی متفق علیہ حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي": ابھی میں نے کہا نا کہ خاموشی اختیار کریں بُرا بھلا نہیں کہنا، وہاں سے: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي": اُصحابی ہیں تو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے آپ، منع کر دیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گالی مت دو بُرا بھلا مت کہو۔

سیدنا علی شامل ہیں کہ نہیں؟ صحابی ہیں؟ جی ہاں صحابی ہیں۔ سیدنا عثمان صحابی ہیں؟ سیدنا معاویہ صحابی ہیں؟ گالی دے سکتے ہیں بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں؟ "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي": (سبحان اللہ) اس میں سب شامل ہیں۔ جب صحابی ہیں تو اس عموم میں شامل ہیں کہ نہیں؟ اس عموم میں شامل ہیں۔

"لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي" وجہ؟ "فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے) "لَوْ أَنْفَقَ أَحَدَكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ" (اگر کوئی شخص تم میں سے اُحد کے پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کرام کے نہ تو ایک مُد نہ اس کے آدھے کے برابر ہو سکتا ہے (سبحان اللہ))۔

یہ پیغام کس کے لیے ہے؟ ہمارے لیے ہے جو بعد میں آنے والے ہیں، اور پھر قسم بھی کھائی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؛ عجب ہے واللہ!

یہ مُد کی جو بات ہو رہی ہے اور نصیفہ کی بات جو ہو رہی ہے کہ اُحد کے پہاڑ جتنا سونا اُس کے مقابلے میں اگر وہ خرچ کرتے ہیں اس میں سیدنا علی بھی شامل ہیں؛ یعنی اگر سیدنا علی ایک مُد یا آدھا مُد اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں اُحد کے پہاڑ سے بہتر ہیں کہ نہیں؟ اگر سیدنا معاویہ کریں اُحد کے پہاڑ سے بہتر ہیں کہ نہیں ہے؟ ہے کہ نہیں؟!

جو فرق بیان کرتے ہیں ان دونوں میں تو دلیل کیا ہے اُن کے پاس جبکہ یہاں پر صحابہ کا ذکر ہے اور "أصحابي" اس میں سب صحابہ شامل ہیں! (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ثم إذا كان قد صدر من أحدهم ذنب؛ فيكون قد تاب منه" (دیکھیں دفاع کیسے ہو رہا ہے) پھر اگر ان میں سے کسی سے کوئی گناہ سرزرد ہو گیا ہو (اُن سے گناہ ہو گیا ہو)) "فيكون قد تاب منه" تو اُس سے توبہ انہوں نے کر لی ہو گی)۔

یعنی اگر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ بھی اس توبہ سے ختم کر دیا جاتا ہے اور مٹا دیا دیا جاتا ہے اور اس کا جو وبال ہے اس گناہ کا وہ بھی ختم ہو جاتا ہے، جو پکڑ ہے جو گناہ ہے جو اس کی سزا ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝۶۸﴾: "إلى قوله": اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَـيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۰﴾ (الفرقان:68-70)۔

یعنی اگر یہ دیکھیں بڑا پیارا سیاق ہے؛ مختلف گناہوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے جس میں شرک بھی ہے یعنی شرک نہیں کرتے نہ ہی قتل کرتے ہیں، نہ اُس کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے نہ زناکاری کرتے ہیں، اگر کوئی ایسا کرے گا تو اسے گناہ ہو گا؛ پھر آگے

فرماتے ہیں: ﴿إِلَّا﴾ استثناء ہے: کسے گناہ نہیں ہوگا؟ شرک بھی کیا تب بھی گناہ نہیں ہوگا کفر کیا تب بھی گناہ نہیں ہوگا: ﴿إِلَّا﴾ اب دیکھیں ﴿مَنْ تَابَ﴾: توبہ کرلی کفر سے شرک سے، بدکاری سے قتل سے زناکاری سے جس نے توبہ کرلی ہے کوئی گناہ باقی رہتاہے؟!

آگے دیکھیں: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ ٹھیک ہے توبہ کرلی ہے، ﴿وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾: توبہ کیوں کی ہے؟ ایمان مضبوط ہے تو توبہ کی ہے نا؟! اس لیے ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ (توبہ کی ہے) ﴿وَاٰمَنَ﴾ (ایمان پر قائم رہا) ﴿وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (اور عمل صالح بھی کرتارہا)؛ سچی توبہ کی یہی نشانی ہے نا؟

اب اعزاز دیکھیں: ﴿فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ جو ہیں انہیں نیکیوں میں بدل دے گا) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (اور اللہ تعالیٰ خوب مغفرت کرنے والا خوب رحم کرنے والا ہے بڑامہربان ہے (جلّ شانہ سبحانہ وتعالیٰ))۔

گناہ کیے ہیں توبہ کے بعد جب ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر مزید عمل صالح کرتے رہے پھر جو سابقہ گناہ تھے نانامہ اعمال میں وہ سب بدل گئے نیکیوں میں، یہ ربّ کریم کرم کا کرم ہے (سبحان اللہ)۔

یہ کس کے لیے ہے صحابہ کے لیے ہے یا سب کے لیے ہے؟ یہ سب کے لیے ہے ہر مومن کے لیے ہے۔ صحابہ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ نہیں؟ زیادہ قربانی دین کی زیادہ خدمت زیادہ حق ہے کہ نہیں؟

اگر بعد میں آنے والے لوگ جو ہیں ہمارے جیسے فقیر فقراء جو ہیں اگر ہم سے غلطی ہو جائے ہم توبہ کرلیں معافی اپنے ربّ سے مانگ لیں ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر مزید اعمال صالح کرتے رہیں ہمارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو گناہ ہیں وہ نیکیوں میں بدل دے گا اللہ تعالیٰ تو صحابہ کرام کیوں حق نہیں رکھتے جو اُن سے گناہ ہوئے ہیں اگر ہوئے اگر ثابت بھی ہوئے؟! (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ”ومن تاب من الذنب كان كمن لا ذنب له؛ فلا يؤثر عليه“ (اور جو شخص کسی گناہ سے توبہ کرلے گویا کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے اور نہ ہی اُس گناہ کا کچھ باقی اثر رہتا ہے)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أو أتى بحسنات تمحوه" (یا کوئی ایسی نیکی لے کر آئے گا (یعنی صحابی نے کوئی ایسی نیکی کی ہوگی) جس سے اُس کے گناہ مٹا دیئے گئے ہوں یا گناہ مٹ جاتے ہوں)؛ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود:114)۔ یا اگر اِس سے بھی نہ ہو گناہ کا خاتمہ:

"أو غفر له بفضل سابقته" (یا مغفرت کر دی جائے گی اُس کی قربانی جو اُس نے دی ہے پہلے دین اسلام کے لیے اور کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد اور اعانت کرتے ہوئے)؛ "لقوله تعالى في الحديث القدسي في أهل بدر: "اعْمَلُوا ما شِئْتُمْ فقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"" (پہلے گزر چکا ہے جنگ بدر کا جو سابقہ ہے جو نیک عمل انہوں نے کیا ہے یہ اُن سوابق میں سے ہے جو اللہ تعالی کو بہت پسند ہیں اور حدیث قدسی میں یہ آیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے: اے اہل بدر تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے)۔ اگر اِس سے بھی نہیں ہوا، دیکھیں ترتیب دیکھیں عقیدۃ الواسطیۃ میں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أو بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم الذي هم أحق النّاس بشفاعته" (ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے)۔

شفاعت کس کی ہوتی ہے گناہگار جس سے گناہ ہو گیا ہو نا؟ شفاعت کس کی ہو گی گناہگار کی ہو گی نا؟ کیونکہ اگر کوئی گناہ باقی رہا، نہ توبہ کی ہے نہ استغفار کیا ہے، موت اُسی گناہ پر واقع ہوئی ہے اور انسان مر گیا ہے وہ گناہ اُس کے سر پر ہے نامۂ اعمال میں گناہ موجود ہے، اب نیکیاں بھی اُس گناہ کو نہ مٹا سکیں ابھی بھی موجود ہے؛ تو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت کریں گے تو صحابہ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ نہیں شفاعت کا؟ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ نہیں؟

یعنی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیوں بعد ایک مسلمان کی شفاعت تو کریں گے تاکہ وہ جہنم کے عذاب اور اللہ کی پکڑ سے بچ جائے تو اپنے صحابہ کرام کی شفاعت نہیں کریں گے کیا جن سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو اور غلطی موجود ہو اور وہ ابھی تک مٹی نہ ہو؟! جبکہ معاملہ پہلے حل ہو چکا ہے بتایا ہے میں نے لیکن مفروضہ ہے کہ اگر کوئی چیز بچی بھی ہو، کوئی ایسا صحابی جس کا گناہ ابھی باقی بھی ہو تو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے وہ گناہ ختم ہو جائے۔

اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کی شفاعت کریں گے اور صحابہ کرام اُمت میں سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اُن کی شفاعت کی جائے، یہ خلاصہ ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''أو ابتلي ببلاء في الدُّنيا كفر به عنه'' (یا تو کوئی ایسی مصیبت دنیا میں آئی ہے جس سے اُن کے گناہ کے کفارے کا باعث بنی ہو)۔

کتنی آزمائشیں ہیں صحابہ کرام کی کتنی آزمائشیں آئی ہیں! دیکھیں ہجرت ہی دیکھ لیں باقی چھوڑیں آپ کتنی بڑی آزمائش تھی! (اگر ہم تھوڑا سا سوچیں ہم یہاں پر رہتے ہیں ہمارا گھر ہمارا رہن سہن، ہمارا کھانا پینا، ہمارا کاروبار ہمارا روزگار، ہمارے بچوں کی جو پڑھائی وغیرہ ہے اور بچوں کا رہنا جو ہے یہ سارا کچھ، گھر بھی ہے پھر یہ ساری چیزیں جو ہیں)۔ کیونکہ وہاں پر کچھ جانور بھی پالے ہوئے تھے، اونٹ بھی پالے ہوئے تھے وہ بھی کاروبار کرتے تھے، کوئی تاجر تھے کوئی محنتی تھے اس طریقے سے کوئی کاشت کار تھے اچانک حکم آگیا کہ تم نے یہ سب چھوڑ کر چلے جانا ہے! ایسے ہی چھوڑ کر چلے جانا ہے؟!

کیا چھوڑنا ہے؟ سب کچھ چھوڑنا ہے، یہ جگہ ہی چھوڑنی ہے! اسی زمین پر پلے بڑے ہیں اس کے سوا کہاں جائیں گے یہی تو ہمارا گھر ہے یہی تو ہماری زمین ہے!

یعنی ایک تو اُس جگہ سے آپ کو دلی محبت ہوتی ہے لگاؤ ہو جاتا ہے بچپن سے، اور پھر جو کچھ کمایا ہے سب کچھ قربان؟! جی ہاں! سب کچھ قربان کر کے جانا ہے (سبحان اللہ)۔

اور پھر میدان جنگ میں جو جہاد ہوا ہے، پھر فرائض کی ادائیگی میں جو امتحان تھے کتنی آزمائشیں ہیں؟!

یعنی دیکھ لیں سیدنا حمزہ کو جب شہید کیا گیا اور مثلہ کیا گیا، اس میں ستّر صحابہ کو جنگ اُحد میں شہید کر دیا گیا (ستّر کو)! مثلہ جانتے ہیں مثلہ کیا ہوتا ہے؟ کہ میت کی شکل کو بگاڑ دینا، یعنی اُس کی ناک کاٹ دینا، پیٹ چاک کر دینا، آنکھیں نکال دینا، زبان کاٹ دینا، یہ ساری چیزیں۔

یعنی سیدنا حمزہ سیدہ صفیہ کے بھائی ہیں جنگ اُحد میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جو ہیں (یہ زبیر بن العوام کی والدہ ہیں) اپنے بھائی کو دیکھنے کے لیے نکلیں کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا سیدنا حمزہ کو پیارے چاچا تھے تو کافی غمزدہ ہوگئے یعنی آنسو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہے تو دیکھا کہ سیدہ صفیہ آرہی ہیں، تو سیدنا زبیر کو کہتے ہیں اس بڑھیا کو روک دو وہاں پر (یعنی وہ نظارا نہیں دیکھ سکتی ہیں کیسے دیکھ سکتی ہیں اپنے بھائی کو؟!)۔

یعنی دیکھیں مرد دہل جاتے ہیں بعض ایسا نظارا دیکھ کر اب یہ عورت کس طریقے سے اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھ سکتی ہے؟! تو اس کو کسی طریقے سے روکو یہاں تک نہ پہنچ پائے تاکہ یہ نظارا نہ دیکھ سکے!

یہ ساری چیزیں جو ہیں میرے بھائیو! آزمائشیں تھیں اور آزمائشوں سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے؛ دیکھیں یہ سب مسلمات میں سے ہیں یہ کوئی خیالی باتیں نہیں ہیں!

اگر دورِ حاضر میں کسی کو جب تکلیف پہنچتی ہے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو ہم کیا کہتے ہیں؟ گناہوں کا کفارہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں متفق علیہ حدیث میں: ''مَا مِن مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِن مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ، إِلَّا حَطَّ اللَّهُ به سَيِّئَاتِهِ، كما تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا'': کوئی ایسا مسلمان نہیں جسے کوئی اذیت کوئی تکلیف پہنچے بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذیت تکلیف پہنچی ہے ''إِلَّا'' (اِلَّا یہ کہ) ''حَطَّ اللَّهُ به سَيِّئَاتِهِ'' (اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے) ''كما تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا'' (جیسا کہ درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں نا ایسے ہی اس مسلمان کے مومن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اِن تکلیفوں کی وجہ سے جو وہ برداشت کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے)۔

تو صحابہ زیادہ حق نہیں رکھتے کیا کتنی آزمائشیں ہوئیں؟!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ایسی احادیث اور بھی موجود ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اب آخر میں دیکھیں پیارے جملے ہیں): ''فإذا كان هذا في الذنوب المحققة'' (اگر یہ ساری باتیں اُن گناہوں میں "المحققة" جو حقیقتاً ثابت ہوں (یہ گناہ ہوئے ہیں)) ''فكيف الأمور التي كانوا فيها مجتهدين'' (تو اُن معاملات میں ہم کیا بات کریں جن میں صحابہ مجتہد تھے) ''إن أصابوا فلهم أجران'' (اگر اس حق کو پالیں صواب کو پالیں تو دُگنے اُجر کے حقدار ہیں) ''وإن أخطؤوا فلهم أجر واحد'' (اگر خطاء سے ہو گیا تو ایک اُجر اُن کو ملا (ایک اُجر کے مستحق ہیں)) ''والخطأ مغفور'' (اور جو خطاء ہے اُس کی مغفرت ہو چکی ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی دلیل گزر چکی ہے اور یہ من باب اولیٰ ہے کہ صحابہ کرام کے لیے کسی قدح یا بُرا بھلا کہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔

اور یہ جو اسباب ہیں یہ صحابہ کرام پر قدح جو بُرا بھلا کہا گیا ہے اُسے رفع کر دیا جاتا ہے اور ختم ہو جاتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(ا) پہلی قسم یہ ہے اُن کے لیے خاص ہے (صحابہ کرام کے لیے خاص ہے) اور یہ وہ سوابق اور فضائل ہیں پہلے جن کا ذکر ہم نے کیا ہے کیونکہ وہ اُن اہل سوابق اور فضائل میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس خاص انعام سے نوازا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے صحابہ ہیں، پھر جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے، بہت ساری قربانیاں بھی دیں، بہت ساری جنگوں میں بھی شریک ہوئے،اور بہت ساری آزمائشوں سے گزرے ہیں۔

(۲)اور دوسری قسم کی جو چیزیں ہیں جن سے صحابہ کرام کی جو بُرائیاں ہیں جو قدح ہے وہ ختم ہو جاتی ہے عام ہے اور یہ توبہ ہے اور وہ نیکیاں جن سے گناہوں کو پاک کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور آزمائشیں ہیں اور تکلیفیں (یہ چار چیزیں ہیں)۔

جو صحابہ کرام کے لیے خاص ہے وہ خود انہوں نے جو نیک اعمال کیے ہیں جو اُن کے سوابق ہیں فضائل ہیں۔

جو عام ہے اُس میں چار چیزیں ہیں: (۱) توبہ ہے۔ (۲) وہ نیکیاں جن سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ (۳) شفاعت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ (۴) مصیبتیں، تکلیفیں جو اُن پر نازل ہوئیں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ثم إن القدر الذي ينكر من فعل بعضهم قليل نزر مغمور في جنب فضائل القوم ومحاسنهم'' (پھر جو چیزیں صحابہ کرام کے تعلق سے موجود ہیں بہت ہی کم ہیں اور اُن کی جو فضیلتیں ہیں اور جو نیکیاں جو انہوں نے بھلائیاں اور اچھائیاں کی ہیں اُن میں غرق ہو چکی ہیں)۔

یعنی آپ کے پاس ایک نیکیوں کا سمندر ہے اور اُس میں دو قطرے آپ نے کچھ کڑواہٹ کی ڈال دیں کچھ غلطی آپ سے ہوئی کوئی وقعت ہوتی ہے اُس کی؟! کیا تناسب ہے سمندر کا اِن چھوٹی سی غلطیوں کے سامنے؟! کوئی تناسب ہی نہیں ہے!

یعنی جو اُن سے کچھ غلطیاں بھی موجود ہیں وہ اُن کی اِن بہت ساری جو بھلائیاں ہیں جو انہوں نے کی ہیں جو قربانیاں دی ہیں اُن کے سامنے اُن کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو اُن میں سے بعض نے چوری کی، کچھ شراب پیتے تھے، کسی سے قذف ہوا، کسی سے زنا ہوا اور وہ محصن تھے یا بغیر احصان کے تھے، یہ ساری چیزیں جو ہیں وہ اُن کے فضائل اور محاسن کے سامنے کچھ قدر نہیں رکھتیں اور غرق ہو جاتی ہیں اور بعض میں تو اُن پر حد بھی قائم کی گئی ہے جو اُن کے لیے کفارہ ثابت ہوا۔

دیکھیں ہاتھ کاٹنے کی سزا کی حدیث موجود ہے، رَجم کرنے کی حدیث موجود ہے الغامدیہ کی حدیث میں، اسی طریقے سے جو صحابی شراب پیتے تھے بار بار کوڑے مارے جاتے تھے تو کفارے کے لیے احادیث بھی موجود ہیں، تو اگر حد قائم کی گئی ہے اُن پر یا ان کے بعد پر جو ہے تو اُن کے لیے کفارہ ثابت ہوا۔

پھر آخر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں (جو اُن کی فضیلتیں جو محاسن ہیں بہت سارے ان میں سے شیخ الاسلام نے چند کا ذکر کیا ہے): "من الإيمان بالله ورسوله، والجهاد في سبيله، والهجرة، والنصرة، والعلم النافع والعمل الصالح" (اللہ تعالیٰ پر ایمان ،اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان، "الجهاد في سبيله" اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، ہجرت، نصرت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور دین اسلام کی، علم نافع اور عمل صالح)۔

اِن سات چیزوں کا ذکر کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے، یہ ساری کی ساری جو چیزیں ہیں یہ فضائل ہیں اور مناقب ہیں صحابہ کے جو معلوم اور مشہور ہیں اُن سے، اور یہ وہ نیکیاں اور بھلائیاں ہیں جن میں صحابہ کرام کی جو کوتاہیاں ہوئی ہیں یہ اِن میں غرق ہو کر ختم ہو جاتی ہیں (وہ جو ان سے ثابت ہے یعنی، وہ جو صحیح غلطیاں جو اُن سے ثابت ہیں وہ ان محاسن کے سامنے ان بھلائیوں کے سمندر میں غرق ہو جاتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں)۔

یہ تب اگر اُن سے کوئی چیز صحیح ثابت ہو، تو ہم بات کر رہے ہیں مفروضات کی کہ اگر اُن سے یہ چیزیں جو منسوب ہیں جو غلطیاں اُن کی طرف جو محققۃ بھی نہیں ہیں جن میں یا تو وہ مجتہدین تھے یا متأولین تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اگر مجتہدین تھے (اور سب مجتہدین تھے) اگر حق کو پا لیتے ہیں تو دُگنا اُجر ہے، اگر اُن سے خطا ہوئی ہے تو ایک اُجر کے مستحق ہیں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور جو بھی ان لوگوں کی سیرت میں نظر ڈالتا ہے غور فکر کرتا ہے علم اور بصیرت کی بنیاد پر، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اِن یعنی عظیم لوگوں کو صحابہ کرام کو فضیلتیں بخشی ہیں تو وہ یقیناً یہ جان لیتا ہے کے صحابہ جو ہیں: "أنهم خير الخلق بعد الأنبياء": آخری جملہ دیکھیں کہ صحابہ جو ہیں: "أنهم خير الخلق بعد الأنبياء" (سب سے بہترین ہیں انبیاء کے بعد)۔

اور حدیث میں بھی آیا ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ": جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے متفق علیہ حدیث میں؛ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جو ہیں انبیاء کے بعد سب اچھے اور عظیم ہیں کیونکہ جو بعد میں آنے والے لوگ ہیں فضیلت میں اُن سے کم ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ جن میں صحابہ ہیں سب سے بہترین زمانہ ہے پھر خیریت میں بہتری میں زمانہ کم ہوتا جائے گا اگلے زمانے میں مزید کمیاں ہوں گی، اور اُس سے اگلے میں مزید کمیاں ہوں گی تو جو لوگ رہتے ہیں اُس زمانے میں اُن کی فضیلت کے اعتبار سے سب سے افضل کون ہے؟ صحابہ ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر آپ علم اور بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ انبیاء کے بعد صحابہ سب سے افضل ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا عیسیٰ کے جو حواری تھے اِن سے افضل ہیں صحابہ، اور سیدنا موسیٰ کے جو اصحاب تھے جو نقباء تھے اُن سے بھی افضل ہیں، اور جو سیدنا نوح اور ھود علیہم الصلاۃ والسلام اور اُن کے علاوہ جو انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) تھے جو اُن کے صحابہ تھے یا اُن کے ساتھی تھے اُن تمام سے افضل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ إلى آخر الآية (یہ اُمت سب سے بہترین اُمت ہے) (آل عمران:110)؛ جیسا کہ اس آیت میں آیا ہے اور ہمارے نزدیک ہماری اُمت میں جو سب سے افضل ہیں وہ صحابہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو خیر الخلق ہیں جو صحابہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امتوں میں سب سے افضل اور انبیاء کے بعد صحابہ سب سے افضل ہیں بلا شک وشبہ۔

اور یہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہے، جو روافض ہیں ان کے نزدیک کہ صحابہ جو ہیں سب سے بدترین ہیں (نعوذ باللہ) سوائے چند کے جن کو وہ استثناء کرتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا كان ولا يكون مثلهم" (نہ کبھی تھا نہ کبھی ہوگا اُن کے جیسا)۔

صحابہ کرام کے جیسا نہ کبھی تھا یعنی سابقہ اُمتوں میں جو پہلے گزر چکی ہیں، اور نہ ہی بعد میں آنے والے لوگوں میں صحابہ کرام جیسا کوئی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي": یہ علی الاطلاق ہے کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے؛ یعنی جو پہلے گزر چکے اُن سے بھی، جو بعد میں آنے والے ہیں اُن سے بھی سب سے بہترین زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہے۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأنهم الصفوة من قرون هذه الأمة، التي هي خير الأمم وأكرمها على الله عزّوجلّ" (اور بے شک یہ سب سے بہترین لوگ ہیں سب سے بہترین زمانے والے ہیں اس اُمت میں، جو تمام اُمتیں ہیں اُن میں سب سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی عزت والے اور شرف والے لوگ ہیں)۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران:110)۔

اور سورہ البقرۃ میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾(البقرة:143)۔ اُمت وسط ہے تاکہ لوگوں پر گواہ رہے، اور کیونکہ اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں خیر الرُسل ہیں تمام رسولوں میں سب سے افضل ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت جو ہے وہ تمام اُمتوں میں سب سے افضل ہے، اور صحابہ کرام جو ہیں وہ سب سے افضل ہیں اس اعتبار سے ''خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي'' کی حدیث میں؛ پھر یہ ترتیب باقی کی ہے تابعین اور اتباع التابعین کی۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ قرون کا جو اعتبار ہے تین جو زمانے ہیں اہل القرن کے جمہور سے جو وسط میں ہیں، اور صحابہ کرام کا جو جمہور ہے وہ جو چار خلفائے راشدین ہیں اُن کے زمانے میں ختم ہوا یعنی اہل بدر میں سے بہت چند لوگ رہ گئے تھے، جو تابعین ہیں وہ عصر أصاغر الصّحابة کے زمانے یعنی سیدنا عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کے زمانے تک رہے، جو اتباع التابعین ہیں وہ اُموی جو خلافت تھی اس کے آخر میں اور عباسی خلافت کی ابتداء میں یا ابتداء تک موجود تھے۔

یعنی سب آخری صحابی جن کی وفات ہوئی "ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی رضی اللہ عنہ" سن 100 یا 110 ہجری کہا جاتا ہے کہ اُن کی وفات سن 110 ہجری تک یعنی سن 110 ہجری میں آخری صحابی کی وفات ہوئی۔

اور حافظ ابن الحجر نے فتح الباری میں لکھا ہے: ''واتفقوا أن آخر من كان من أتباع التّابعين ممن يقبل قوله من عاش إلى حدود العشرين ومئتين'' (جو اتباع التابعین ہیں یعنی اُن کا جو آخری وقت تھا جو وہ زندہ رہے وہ سن 220 ہجری تک رہے)۔

یعنی سن 220 ہجری کے بعد یہ تین بہترین زمانے ختم ہو گئے۔

زمانہ جو ہے وہ جو تین بہترین زمانوں کی حدیث کے تعلق سے ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ یہ فرما رہے ہیں کہ زمانے کا اعتبار مدت سے نہیں ہے بلکہ اُن لوگوں سے ہے جو اُس زمانے میں رہتے تھے:

(۱) صحابہ کرام کا زمانہ 110 ہجری میں ختم ہوا، آخری صحابی کی وفات 110 ہجری میں ہوئی۔

(۲) پھر تابعین، اور اتباع التابعین آئے 220 ہجری کے بعد یہ زمانہ ختم ہوا؛ یعنی تیسری صدی ہجری میں 220 میں اب اتباع التابعین بھی ختم ہو گئے۔

تو یہ بہتری کے اعتبار سے زمانے کی جو مدت ہے یہ 220 ہجری تک تقریباً موجود تھی۔

یعنی اس حدیث کے تعلق سے یہ سب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور شیخ ابن عثیمین نے یہاں پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول بھی بیان کیا ہے اور حافظ ابن حجر کا قول بھی یہاں پر بیان کیا ہے کہ "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" کی حدیث جو ہے یہ ترتیب جو ہے زمانہ کس اعتبار سے ہے، کیا سو(100) سال گنا جائے گا تو پھر تین سو سال کے بعد جو چوتھی صدی ہے وہاں تک جائے گا یا اُس سے پہلے ہی یہ زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

تو فرماتے ہیں کہ جو جمہور الصحابہ ہے یا جمہور القراءۃ جو علماء ہیں ان کو دیکھا جائے گا کہ اُن کی وفات کب ہوئی ہے اُن میں سے جو صحابی ہیں۔

صحابی کسے کہتے ہیں؟ جس شخص کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی ایمان کی حالت میں اور اسی پر وفات ہوئی؛ اب جتنے بھی لوگ اُس وقت موجود تھے جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں وہ صحابہ جو ہیں سب سے آخری نے کب وفات پائی؟ 110 ہجری میں، اب صحابہ یہاں تک ختم ہو گئے۔

اب تابعی کون ہے؟ جس نے صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے اور وفات بھی اسی ایمان پر ہوئی ہے۔

اب ملاقات کس سے ہوئی؟ صحابہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ اس وقت تو موجود ہی نہیں تھے، اب صحابہ کرام سے ملاقات یہ تابعی ہے۔

اور پھر جس نے تابعی سے ملاقات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے اور وفات بھی اس پر ہوئی اسے کہتے ہیں اتباع التابعین۔

اب صحابہ تو 110 ہجری میں ختم ہوئے اب یہ تابعین اور اتباع التابعین کا جو زمانہ ہے یہ 220 ہجری تک گیا، اب یاد کرنا آسان ہے 110 اور 220 یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔

یہ چند اہم باتیں تھیں صحابہ کرام کے تعلق سے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حق ادا کیا ہے، میں نے اور بھی کتابیں پڑھی ہیں اتنی تفصیل اور پیارے انداز سے بہت کم میں نے دیکھا ہے بہت کم پڑھا ہے! اسے ایک جگہ پر جمع کر کے یعنی اگر اس سے دفاع کر کے جو پیارا انداز ہے یعنی سکوت اختیار کرنے سے بات شروع ہوئی آپ دیکھیں کہ وہ کون سا گناہوں کا

کفارہ ہے جو ایک عام مسلمان کے لیے قرآن اور سنت میں موجود ہے جو صحابہ حق نہیں رکھتے اور وہ شیخ الاسلام نے بیان نہیں کیا ہے !(سبحان اللہ)۔

تو بڑے پیارے انداز سے اور ترتیب سے شیخ الاسلام نے بیان کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب علماء اس طریقے سے چیزیں بیان کرتے ہیں، اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے شرح میں بڑے پیارے انداز سے اسے بیان کیا ہے اب ہمارے ذمے ایک چیز رہ جاتی ہے کیا رہتی ہے ؟ کہ ہم اِن مسائل کو سمجھیں، انہیں یاد کریں، اِن پر عمل کریں اور لوگوں تک اس پیغام کو پہنچائیں۔

لوگوں میں بہت ہی غلط فہمیاں ہیں صحابہ کرام کے تعلق سے، ابھی محرم گزرا ہے محرم میں ابھی جو ابتدائی دَس دن ہیں بڑا شور شرابہ اور سیدنا معاویہ کو بُرا بھلا کہنا، سوشل میڈیا میں دیکھیں آپ تباہی مچی ہوئی تھی روافض اور جتنے بھی باطل گروہ ہیں اور بعض لوگ جہالت کی بنیاد پر بلکہ جہل مرکب کا شکار ہیں اس معاملے میں !

تو ہمارے اوپر یہ واجب ہے کہ ہم جب ایسے مسائل ہوں جب ہم یہ چیز سمجھ رہے ہیں (الحمد للہ) آگے تک اس کو لے کر جائیں شیئر کریں کہ حق کیا ہے کس طریقے سے اصل معاملہ کیا ہے۔

دیکھیں عوام الناس میں خیر ہے عوام الناس سمجھتے ہیں، جو بڑی گدی پر بیٹھے ہیں یہ اوپر والے لوگ جو ہیں یہ لوگوں کو جو بہکانے والے ہیں اور باطل نظریات والے ہیں ! اور جو حق کو جان کر بھی نہیں سمجھنا چاہتے نہیں جاننا چاہتے اور نہ ہی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں کسی ذاتی مفاد کی وجہ سے، یا اللہ تعالیٰ نے دل پر مہریں لگا دی ہیں (نعوذ باللہ) تو اُن سے آپ کسی سے بحث نہ کریں وہ تحصیل لاحاصل ہے، لیکن جو حق کو سمجھنا چاہتے ہیں اور عوام الناس تک جب وہ اپنا زہر پھیلا رہے ہیں اور گھول رہے ہیں آپ اس علم کی روشنی کو جو ہے اُن تک پہنچائیں پیارے انداز سے جب کبھی کوئی بات ہو۔

صحابہ کرام کا دفاع میں نے واجب یہی دیا تھا پھر میں دہرا رہا ہوں :

1- صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا عقیدہ کیا ہے موقف کیا ہے یہ ہمیں جاننا چاہیے بیان کرنا ہے جتنے پوائنٹ ہیں آپ وہ بیان کریں۔

2-دوسرا صحابہ کرام کا دفاع کیسے کیا جاتا ہے۔

دفاع آج ہم نے پڑھ لیا پورا اب صرف ترتیب دینی ہے بے شک نمبروں میں آپ لکھ کر دیں تاکہ آپ کو فنگر ٹپس (Fingertips) پر یاد آجائیں، صرف عقیدے کے تعلق سے جو اُمور ہیں فنگر ٹپس (Fingertips) پر دَس بھی آپ کریں

گے تو تقریباً آپ کو یاد ہو جائیں گے ہمارا جو ایمان ہے صحابہ کرام کے تعلق سے، آپ تفصیل کریں تو بیس (20) تک بھی پہنچ سکتی ہے اور اس سے زیادہ بھی، اور جو دفاع کرنا ہے وہ بھی دَس (10) سے زیادہ پوائنٹ ہیں، جو ہم نے آج پڑھے ہیں یہ دَس (10) سے زیادہ پوائنٹ ہیں آپ نوٹ کر لیں دیکھ لیں۔

تو آپ نے ان میں سے دَس (10) عقیدے کے پوائنٹ کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے صحابہ کرام کے تعلق سے، اور دَس (10) دفاع کے پوائنٹ آپ یاد کر لیں تو یہ علم واللہ آپ کے لیے زندگی بھر نور اور روشنی اور بھلائی کا سبب بنے گا اور ان شاءاللہ آپ آگے بھی شیئر کر سکیں گے اور آپ بغیر جھجھک کے کسی سے اس پر بات بھی کر سکتے ہیں اور سمجھا بھی سکتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، جو ہم نے کہا ہے جو ہم نے سُنا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسے صحیح سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اہل بدعت اور اہل خرافات اور اہل شَر سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ ((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (103.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio